فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول

العلماء ورثۃ الانبیاء

سود کی مختلف صورتوں کے متعلق استفتا

اور

اس پر حنفی علمائے اسلام کے فتوے

حسب ایمائے

انجمن نعمانیہ ہند لاہور

مطبوعہ کریمی پریس لاہور بیرون شیرانوالہ گیٹ سرکلر روڈ

(باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر)

سُود کی مختلف صورتوں کے متعلق استفتا اَوْر اُس پر حنفی علمائے اسلام کے فتوے

۲۶ ستمبر ۱۹۰۸ء کو خاکسار محرم علی چشتی کے مکان (واقع ہیرا منڈی لاہور) پر ایک مختصر جلسہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کا ہوا جس میں مندرجہ ذیل صاحبان تشریف فرما تھے :-

(۱) جناب میاں فضل حسین صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا ایڈووکیٹ چیف کورٹ پنجاب لاہور
(۲) جناب شیخ احمد حسن صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا مینیجنگ ڈائرکٹر اسلامیہ بنک موسومہ بہ (دی اورینٹ بنک اوف انڈیا لمیٹڈ لاہور)
(۳) جناب مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ پنجاب لاہور
(۴) جناب چوہدری نبی بخش خاں صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر چیف کورٹ پنجاب لاہور
(۵) جناب سید محمد امین صاحب اندرابی پلیڈر لاہور
(۶) جناب میاں نظام الدین صاحب خلف میاں کریم بخش صاحب مرحوم رئیس لاہور
(۷) جناب حاجی منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور
(۸) جناب بابو سکندر خاں صاحب ہیڈ کلرک پنجاب یونیورسٹی لاہور
(۹) جناب بابو احمد الدین صاحب اکونٹنٹ محکمہ پبلک ورکس لاہور
(۱۰) جناب ماسٹر شیر محمد صاحب وائس پرنسپل آرٹس سکول لاہور
(۱۱) جناب مرزا قاسم بیگ صاحب کلرک محکمہ ریلوے لاہور
(۱۲) جناب منشی حاجی شمس الدین صاحب شائق (شمس الہند) لاہور

(۱۳) خاکسار محرم علی چشتی

باتفاق رائے حاضرین میاں فضل حسین صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لا اس جلسہ کے چئیرمین ہوئے اور راقم خاکسار سکرٹری قرار پایا۔

اس جلسہ میں اتفاق رائے سے سُود کی مختلف صورتوں کے متعلق ایک استفتا تیار کر کے انجمن نعمانیہ لاہور کی خدمت میں بدیں درخواست بھیجا گیا کہ وہ اپنے سالانہ جلسہ کی تقریب پر ان حنفی علمائے ہند سے (جو اسکے سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں) فتوے حاصل کرنیکی کوشش کرے۔ انجمن موصوف نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ استفتاے مذکورہ متواتر مجلس علمائے موصوف میں پیش ہوتا رہا اور بعد غور و مباحثہ علمائے مذکور نے جو فتوے رقام فرمائے وہ مع استفتا کے ان کاغذات میں درج ہیں۔ بعد ازاں انجمن کی طرف سے قرار پایا کہ استفتاء مذکور مع جوابات حاصل شدہ کے دیگر حنفی علمائے ہندوستان کی خدمت میں بغرض حصول جوابات بھیجا جاوے اور بعد ازاں ان کے جوابات وصول ہونے پر ایک مکمل رسالہ بغرض آگاہی ہدایت برادران اسلام شائع کر دیا جائے۔

اب یہ کاغذات دیگر حنفی علمائے اسلام کی خدمت میں بدیں غرض بھیجے جاتے ہیں کہ وہ خاص اس استفتاء کا جواب براہ عنایت ارقام فرما کر داخل ثواب ہوں۔ اگر وہ سابقہ جوابات سے متفق ہوں تو صرف تصدیق کے دستخط فتوے پر فرما دینے کافی ہیں۔ اگر جوابات میں کہیں اختلاف ہو تو اختلاف کا اظہار مع دلائل کے فرمائیں اور اپنے اپنے شہروں میں دیگر حضرات علما سے بھی جوابات حاصل کرنیکی سعی فرمائیں۔ اگر خود کسی دوسرے عالم کے پاس ان کو اپنی طرف سے بھیجنے میں تامل ہو تو براہ عنایت ان کے اسم گرامی اور پتہ سے مطلع فرمائیں تاکہ ان کی خدمت میں یہاں سے یہ رسالہ بھجوا دیا جائے۔

حضرات علماء کی خدمت میں التماس ہے کہ زیادہ سے زیادہ یکم صفر المظفر ۱۳۲۶ھ ہجری تک اپنے فتوے ارقام فرما کر جناب علامہ مولوی مفتی حکیم محمد سلیم اللہ خان صاحب دبیر انجمن نعمانیہ کے پاس ارسال فرماویں۔ کیونکہ مسلمانوں کو اس فتوے کا سخت انتظار ہے اور ماہ صفر المظفر میں رسالہ فتوے کا ضرور شائع ہونا چاہیئے۔

لاہور۔ ہیرا منڈی
۱۵- دسمبر ۱۹۰۷ء

خاکسار
محرم علی چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال اوّل

قرآن شریف میں جو لفظ **ربٰو** استعمال کیا گیا ہے اور جس کو قرآن کریم نے حرام قرار دیا ہے۔ اُس کی جامع و مانع تعریف کیا ہے؟

جواب اوّل

ربٰو کے معنی لغت میں زیادہ کے ہیں اور بعض فقہا نے اس کی تعریف شرعی بایں طور کی ہے کہ ھو فضل مال لا یقابلہ عوض فی معاوضۃ مال بمال (ترجمہ) ربو وہ مالِ زائد ہے کہ تبادلۂ مال بالمال کی حالت میں اُس کے مقابل کوئی عوض نہ ہو کیونکہ سونے کی بیع چاندی کے ساتھ اگرچہ چاندی باعتبار وزن زائد ہو۔ مگر مضمون **ربٰو** کو پیدا کریگی جس حالت میں **یداً بید** ہو۔ سونا بوجہ حسن اندرونی کے چاندی کثیر الوزن سے عوض پڑنے میں کافی ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ بعض افراد جنس کے اُسی جنس کے بعض افراد پر فائق ہوتے ہیں تو گیہوں جید کی بیع گیہوں ردّی کے ساتھ درحالت تفاضل جائز نہ ہو تو میں اس شبہ کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ شرع شریف نے جودت کے لحاظ کو مردود کر دیا ہے۔ فرمایا حضرت سرور کائنات صلعم نے جیدھا و ردیھا سواء (ترجمہ) ایک جنس کا جید اور ردّی برابر ہے مثلاً بعض گیہوں اگرچہ بعض گیہوں سے بہتر ہو۔ مگر جید اور ردّی ایک ہی رتبہ میں رکھی جائینگی بوجہ جودیت کے ردّی سے کوئی مقدار زائد نہ لے سکیگا۔ تمر خیبر کی حدیث مشہور ہے جب آنحضرت صلعم نے تمر جید کی بیع بمقابلہ تمر ردّی کے درحالت تفاضل ناجائز فرمائی۔ اگر فضل مالی کے بجائے فضل نفع رکھا جاوے تو یہ تعریف بلا تکلف نسیہ کو بھی شامل ہو جائیگی جو مستفاد من یداً بید ہے ۔

سوال دوم

کیا عام مروجہ سود یا بیاج اور سود در سود (جیسے کہ ان کے معنی اور مفہوم اردو زبان میں سمجھے جاتے ہیں) یکساں حرام ہیں؟

جواب دوم

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا میں دونوں داخل ہیں سود بھی اور سود در سود بھی۔ اگرچہ دونوں کی حرمت قطعی ہے۔ مگر کچھ شک نہیں کہ سود در سود میں حرمت شدید ہے کیونکہ سود اول بنفسہٖ حرام تھا اور اس کے اوپر دوسرے سود کا اضافہ ضرورت حرمت کی شدت کو پیدا کرتا ہے۔

سوم سوم

کیا مندرجۂ ذیل صورتیں لفظ ربٰو کی تعریف میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور بصورت ربٰو کی تعریف میں داخل ہونے کے مسلمانوں کے لئے شرع کے مطابق ہندوستان میں جائز ہیں یا نہیں؟

(الف)

کسی بینک میں حصص سرمایہ خریدنا۔

(ب)

کسی بینک میں میعادِ معیّن یا غیر معیّن کے لئے روپیہ جمع کرنا اور کوئی منافع نہ لینا

(ج)

کسی بینک میں میعادِ معیّن یا غیر معیّن کے لئے روپیہ جمع کرکے اس روپیہ کا منافع بصورتِ روپیہ لینا۔

(د)

ڈاک خانہ کی سیونگ بنکوں میں جو گورنمنٹ کی جر…

ہیں (اور جن میں کوئی حصہ دار نہیں ہوتا) روپیہ جمع کرنا یا جمع کرکے اُس کا مقررہ منافع جو گورنمنٹ دیتی ہے۔ لینا۔

(ھ)

گورنمنٹ پرامیسری نوٹ (جن کے ذریعہ گورنمنٹ کو قرضہ دیکر اُن کا مقررہ منافع گورنمنٹ سے لیا جاتا ہے اور جن کا اصل سرمایہ گورنمنٹ سے ایک میعادِ معیّن کے بعد ملتا ہے) کی خرید و فروخت یا اُن کا لین دین (گورنمنٹ پرامیسری نوٹ قابلِ بیع و شرا ہوتے ہیں۔ اور اُن کا نرخ حسبِ حالات کم و بیش ہوتا رہتا ہے)۔

(و)

ہنڈویات کے چلانے کے واسطے کوئی دُکان یا بینک کھولنا جس کے ذریعہ ایک مقام سے روپیہ دوسرے مقام تک پہنچایا جاوے اور اِس کام کی اُجرت کی کوئی فیس لینا۔

(ز)

کسی جائدادِ منقولہ یا غیر منقولہ کو رہن با قبضہ رکھکر اُس کے زرِ رہن کی بابت راہن سے براہِ راست منافع لینا یا اُسی جائداد کو کسی اَور شخص کے استعمال کیلئے دیکر اُس سے فائدہ اُٹھانا۔ یا خود اُس جائداد کو استعمال کرکے اُس سے تمتّع اُٹھانا (کیا اِس صورت میں جو احکام ہیں۔ وہ اُس صورت پر بھی حاوی ہونگے۔ جبکہ جائدادِ مذکور کی مرمّت مُرتھن اپنے ذِمّہ لے)؟

(ح)

بعض محکمہ جاتِ سرکاری وغیر سرکاری میں پراویڈنٹ فنڈ سے روپیہ بوقت ملازمت سے علیحدہ ہونیکے ملازم کو دیا جاتا ہے۔ اُس فنڈ کی صورت یہ ملازم کی مقررہ تنخواہ میں سے ایک

معینہ رقم ماہوار حکماً کاٹی جاتی ہے اور کچھ رقم آقا کی طرف سے ماہوار اُس میں شامل کر کے اُن دونوں کے مجموعے پر سود اور سود در سود جمع کر کے اصل رقم شامل ہوتا رہتا ہے. اور اسی طرح جو مجموعی رقم ہو جاتی ہے۔ وہ ملازمت سے علیحدگی کے وقت ملازم کو دیجاتی ہے۔ یہ صورت اُن محکمہ جات میں ہوتی ہے۔جہاں ملازمان کو پنشن نہیں ملتی آیا ایسی رقم کے حصۂ سود یا سود در سود کا وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(ط)

جو صورتیں مرزا سلطان احمد خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے مندرجۂ ذیل استفتا میں درج ہیں۔ان کے مطابق کوئی زراعتی بینک کھولنا اور اُس میں اُن قواعد کے مطابق حصہ دار بننا استفتا میں درج ہیں:-

(استفتاء مرزا سلطان احمد خان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر) تجویز کی گئی ہے کہ اُن دیہات زمینداری میں جہاں زمیندار ان رضا مند ہوں۔ مندرجۂ ذیل طریقوں سے زمیندارہ فنڈ یا زمیندارہ بینک کھولے جائیں۔

(۱)

جسقدر ممبر اُس کمیٹی میں داخل ہوں اُن کا نام درج رجسٹر کیا جاوے اور انمیں سے ہر ایک ممبر فصل پر اپنی اپنی پیداوار میں سے بحساب فی من ایک ثار یا دو ثار غلہ اُس فنڈ میں داخل کیا کرے جو اُسکے نام سے جمع رہیگا

(ب)

یا یہ کہ بجائے غلہ کے پہلے سال یا پہلی فصل میں نقد چندہ حسب حیثیت اور حسب رضامندی لیا جاوے اور پھر ہر سال یا ہر فصل میں بدستور فصل پر فی من کے حساب سے ایک ثار یا دو ثار یا فی ہلی اور فی جوہا

ٹی گھر پر کوئی رقم حسبِ حیثیت لگا کر وصول ہوتی رہی۔

(ج)

با شاملاتِ دیہ کی آمدنی اور آمدنی دھڑت سالانہ اس کام میں بطور ایک مشترکہ سرمایہ کے لگائی جاوے۔ جس میں ہر ایک شامل ہونیوالا ممبر حصہ دار حسب حصہ حقیت خود کے ہوگا۔

(د)

یہ ہر ایک قسم کا سرمایہ ایک خاص میعاد پانچ یا دس سال تک واپس کیا جاویگا۔

(ھ)

ایسے ہر ایک قسم کے سرمایہ میں سے وہی اشخاص قرضہ لینے کے مستحق ہونگے جو اُسکے ممبر ہیں۔ سوائے رجسٹر شدہ ممبروں کے اور کوئی شخص قرضہ نہیں لے سکیگا۔

(و)

جو ممبر اس سرمایہ سے قرضہ لیگا۔ وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اصلی رقم کے ساتھ ایک شئے زائد ادائے کرتا رہیگا تاکہ سرمایہ میں ترقی ہوتی رہے اور شے زائد یا نفع۔ سودِ مروجہ سے عموماً ایک اور دس کی نسبت رکھیگا یعنی بہت ہی ہلکا اور معمولی منافع یا شئی زائد ہوگی

(۱) مثلاً اگر کوئی ممبر ۵ نقد یا ۵ روپیہ کا غلہ لیوے۔ تو فی روپیہ سالانہ یک ثار غلہ بطور نفع فنڈ کے دیا کرے۔ یہ سرمایہ خاص زائد کے نام سے موسوم ہوگا۔ اور اسمیں ہر ایک ممبر حسب اپنے حصہ چندہ کے حصہ دار ہوگا۔

(۲) ثانیاً منافع کی کوئی شرح خاص مقرر نہ کی جاوے لیکن ہر ایک قرض گیرندہ بروقت ادائیگی رقم قرضہ کے ساتھ کچھ اضافہ یا کوئی

شئے زائد دے دیا کرے۔ مثلاً [illegible] روپیہ کے ساتھ ایک دو تین روپیہ وغیرہ وغیرہ دیدینا۔ اور بصورت عدم استطاعت کوئی شئے زائد ادا کرنیکی قید نہ رہے۔

(۳) ثالثاً [illegible] روپیہ زائد ممبر نے اصلی سرمایہ میں سے قرضہ لیا اور اُسکے ساتھ بحساب فی روپیہ ایک ثار یا دو ثار غلہ سالانہ یا ایک نقد رقم ادا کی۔ اور وہ رقم زائد یا زائد غلہ خاص سرمایہ زائد نہ سمجھا جاوے بلکہ ایک ایسی رقم جو کسی اپنے مشترکہ کام پر لگائی جاسکتی ہے۔ یعنی ایسی زائد رقمیں حصہ داران میں حسب حصص تقسیم نہ ہوں۔ بلکہ کسی مشترکہ کام پر لگائی جاویں۔

(۴) اصل رقم قرضہ پر ایک شرح خاص سے منافعہ لیا جاوے اور وہ منافع اُسی شخص کا حصہ سمجھا جاوے جو قرضہ لینے کی صورت میں ادا کرتا ہے جب ایسی کُل رقمیں جمع ہوگئیں تو ہر ایک حصہ دار نے اپنی اپنی رقم موسوم بہ رقمِ منافعہ برضامندئی خود مشترکہ قرار دیکر خاص سرمایہ زائد میں داخل کی۔ اور بہ اخیر وقت پر حسبِ حصص خود اُسے تقسیم کرلیا۔ مثلاً زید نے اصلی سرمایہ میں سے [illegible] اور بکر نے [illegible] روپیہ اور خالد نے [illegible] قرضہ لیا۔ اور ہر ایک قرض گیرندہ نے خاص شرح کا منافعہ سالانہ حسب ذیل ادا کیا:

زید [illegible] = بکر [illegible] = خالد [illegible] } کل [illegible]

اور یہ ہر ایک رقم خود اُنھی ممبروں کی اصلی رقم سمجھی گئی اور پھر کُل ممبران ایسی رقمیں خاص سرمایہ زائد میں منتقل کردیں۔ اور اپنے اصلی چندوں پر اُنھیں تقسیم کرلیں۔ مثلاً

زید بمقابلہ اصلی رقوم چندہ	[illegible]	}	میزان [illegible]
بکر ″ ″	[illegible]		
خالد ″ ″	[illegible]		

(۵) جو ممبر قرضہ لیوے وہ بطریق بیع سلم فصل پر ایک خاص معیّن نرخ پر غلہ دید یا کرے اور ایسی رقم جو بمقابلہ نرخ مقررہ کے فصلی نرخ کی وجہ سے زائد حاصل ہو۔ وہ سرمائیہ خاص زائد میں شامل ہو کر حصہ داران میں حسب حصص اصلی کے تقسیم ہوتی رہے۔

اب سوال یہ ہے کہ:۔

اِن سب صورتوں میں سے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے ۔ جو ربٰو یا سود کی تعریف میں آسکتی ہے؟ اور جو اسلامی شریعت یا کسی اضطراری اجتہاد کی وجہ سے جائز قرار دیجائے۔ جواب دیتے ہوئے بالخصوص یہ بحث زیر غور رہے۔ کہ ایسے سرمایوں یا بنکوں میں سوائے ممبران رجسٹرشدہ چندہ دہندگان کے اور کوئی نیا شخص قرضہ نہیں لے سکتا۔ گویا جن کا اپنا روپیہ داخل ہے۔ وہی اُسمیں کمبیش صورت میں قرضہ لیتے اور ایک شئے زائد دیتے ہیں۔ ہر ایک امر کی نسبت جداگانہ جواب معہ مختصر دلائل شرعی۔ اجتہادی مطلوب ہے۔

جوابِ سوالِ سوم

(جواب الف)

کسی بنک میں حصص کا خرید نا جائز نہیں۔ اِسلئے کہ اِس قسم کے خرید وفروخت بیع صرف ہوتی ہے اور اس میں تقابض بدلین مجلس میں شرط ہے۔ اِسی واسطے سونا جو موجود ہے اُسکی بیع سونے یا چاندی غیر موجود فے المجلس سے جائز نہیں۔

(جواب ب)

اس طرح روپیہ رکھنا امانت رکھنا ہے۔ اور امانت رکھنا جائز ہے۔ شاید کوئی یہ شبہ کرے کہ وہ روپیہ سود میں صرف کیا جاتا ہے اور اس کا علم رکھنے والے کو بھی ہے تو گویا ایک طرح سود کی اعانت پائی گئی۔ تو میں اس کا جواب عرض کرتا ہوں کہ اس کی

غرض میں حفاظتِ مال ہے۔ اعانتِ سود مدنظر نہیں۔ لہذا حرمت کی حد میں نہیں آسکتا۔ کسی درجہ کراہیت ہو۔

(جواب۔ج)

روپیہ جمع کر کے اُس کا منافع حاصل کرنا سود ہے۔ لہذا ناجائز ہے۔

(جواب۔د)

بطور امانت رکھنا روپیہ کا جائز ہے اور گورنمنٹ جو نفع دیتی ہے۔ اُس کا لینا جائز نہیں۔

(جواب۔ھ)

پرامیسری نوٹ کی خرید فروخت جائز نہیں۔ کیونکہ جس روپیہ کے بدلے میں پرامیسری نوٹ اُس نے سرکار سے حاصل کیا ہے۔ درحقیقت وہی زرِ بیع ہے اور مجلسِ بیع میں اُسکا موجود ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نَسِیَہ لازم آئیگا۔

(جواب۔و)

ایک مقام سے دوسرے مقام پر روپیہ پہنچانے کی وجہ سے جو رقم لی جاوے وہ جائز ہے کیونکہ یہ اُسکے پہنچانے کی اُجرت ہے لینے والے نے بوجہ پہنچانے روپیہ کے اُجرت لی ہے۔ روپیہ بطور قرض دیکر نفع حاصل نہیں کیا۔

(جواب۔ز)

جائدادِ مذکورۂ سوال سے جو نفع حاصل کیا وہ مالکِ اصلی کا ہوگا۔ روپیہ دہندہ اسکا مالک نہیں ہوسکتا اگر اُس کو مالک قرار دیا جاوے تو یہ ربٰو ہے اور حرام ہے اور اسکی مرمت میں جو صرف ہوا اس کو آمدنی جائداد سے وضع کرسکتا ہے اور باقیماندہ کو مالکِ اصلی کی طرف ادا کرنا ہوگا اور نفع اٹھانا درست نہیں ہے۔

(جواب۔ح)

ملازم کی بابت جو سوال ہے کہ اُسکی تنخواہ سے ایک رقم حکماً کاٹی جاتی ہے۔ اور اور رقم اُسمیں شامل کی جاتی ہے۔ یہ آقا کی طرف سے ایک تبرع ہے اور یہ جائز ہے

اور آقا جو عمل کرے اُسکا بار اُسپر ہے۔ آقا اگر اہل اسلام سے ہے تو ملازم کو سود کار دہیہ آقا سے لینا درست نہیں اور سوال ثالث میں اہل اسلام کے لئے ہند میں سود کے متعلق جو دریافت کیا گیا ہے اُس کا جواب معروض ہے۔ واضح ہو کہ اہل اسلام کو ہند میں ربٰو لینا درست نہیں ہے اور بادی النظر میں عبارت ہدایہ سے کہ (لا ربٰوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب) جو یہ شبہ ہوتا ہے کہ اس روایت کے مطابق ربٰو جائز ہو میرے خیال میں یہ عبارت جواز ربٰو کی مثبت نہیں ہے۔ اس حدیث پر جو جرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتح القدیر میں ذکر ہے۔ میں اُس سے قطع نظر کرتا ہوں اور حدیث کو کہ (لا ربٰو بین المسلم والحربی فی دار الحرب) تسلیم کر کے تحریر کرتا ہوں کہ ہند کسی وقت میں سلاطین اسلام کا محکوم رہ چکا ہے۔ اور وہ دار الاسلام کے لقب سے مشرف ہو چکا ہے۔ اب اسکا دار الحرب ہونا مشروط بشروط ہے۔

عالمگیری میں ہے۔ انما تصیر دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ بشرائط ثلث۔

احدھا۔ اجراء احکام الکفار علی سبیل الاشتہار وان لا یحکم فیھا بحکم الاسلام۔

والثانی ان تکون متصلۃ بدار الحرب لا یحلل بینتھما بلدۃ من بلاد الاسلام۔

والثالث۔ ان لا یبقی فیھا مومن ولا ذمی امنا بامانۃ الاول الذی کان ثابتا قبل استیلاء الکفار للمسلم باسلامہ وللذی بعقد الذمہ ۱۲

(**ترجمہ**) دار الاسلام دار الحرب اس وقت ہوتا ہے کہ جب اُس میں تین شرطیں پائی جاویں۔ نزدیک حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے :-

ایک شرط تو یہ ہے کہ احکامِ کفار علے الاعلان جاری کئے جاویں۔

دوسری یہ کہ دار الحرب سے ایسا متصل ہو کہ اُس میں اور دار الحرب میں کوئی بلدہ بلادِ اسلام سے حائل نہ ہو۔

تیسری یہ کہ اُس میں مومن اور ذمی ساتھ اَمن سابق کے باقی نہ رہیں یعنی جو امن کہ قبل از استیلائے کفار تھا مُسلم کو بوجہ اسلام اور ذمی کو بوجہ عقد ذمہ کے باقی نہ رہے۔

پس چونکہ ہندوستان میں احکامِ اسلام بھی علے الاعلان جاری ہیں۔ تو امام صاحب کے نزدیک ہندوستان دار الحرب نہ ہوا۔ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بالفرض اگر تسلیم کریں کہ دار الحرب ہے مگر وہ دار الحرب میں ربٰو کو جائز نہیں رکھتے۔ لہذا امام صاحب رح اور امام ابو یوسف رح علیہما الرحمۃ کے نزدیک ہند میں ربٰو لینا اہل اسلام کو جائز نہیں۔ اور اس عدمِ جواز میں دیگر آئمہ مثل امام شافعی رح وغیرہ کے شامل ہیں۔ اور امام محمد رح کے نزدیک بھی عند التحقیق ہند دار الحرب نہیں ہے۔ گو عالمگیری کے عبارت سے کچھ وہم ہو جاتا ہے کہ ہند دار الحرب ہے مگر امام صاحب امام محمد رح کے قول کی جو دیگر کتب فقہ میں تفصیل موجود ہے۔ (کہ اجرائے احکام کفار کے ساتھ نفی حکم اسلام کے بھی امام محمد رح قید لگاتے ہیں) تو امام محمد رح کے نزدیک بھی ہندوستان میں ربٰو جائز نہ ہوا۔

(جواب - ط)

(یعنی جواب استفتاء مرزا سلطان احمد خان صاحب
(اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر)

قرض گیرندہ کو رقم زائد کا ادا کرنا سُود ہے۔ قلیل ہو یا کثیر ہرگز جائز نہیں۔

(جواب شق ثانی فقرہ - و)

منافع جب مشروط نہیں اور اس کو دینے نہ دینے کا مجاز ہے۔ تو وہ سود نہیں

ہوسکتا۔ دینے والے کی طرف سے تبرّع ہے۔ اگر یہ مضمون برائے گفتن ہی ہے۔ اور درپردہ عملدرآمد سود جیسا ہے۔ تو وہ سود میں داخل ہے۔

(جواب شق ثالث فقرہ مذکورہ)

زید نے جو قرض لیا ہے۔ اُس قرضہ میں کسی قدر روپیہ زید کا بھی ہے۔ اگر اُس قرضہ سے۔ زید کی اصلی رقم کو وضع کر دیا جاوے۔ تو رقم زائدہ باقیماندہ کے مقابلہ میں رہ جائیگی۔ جس کو ممبرانِ سرمایہ نہیں لے سکتے۔ کیونکہ وہ سُود ہے۔

(جواب شق چہارم فقرہ مذکورہ)

ایسا عمل ودرآمد کرنا کہ شرح خاص کے ساتھ ایک منافع لیا جاوے۔ اس کا لینا درست نہیں ہے۔ لہذا بعد وصول کرنے کے وہ اُسی شخص کا حصہ ہوسکتا ہے۔ جو ادا کرتا ہے۔ اس کا مشترک قرار دینا ربٰو کی طرف جاتا ہے۔ لہذا جائز نہیں۔

(جواب شق پنجم فقرہ مذکورہ)

ممبر کا اُس سرمایہ میں سے قرضہ لینا اور اُس کے بدل میں بیع سلم کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔ اور یہ بیع سلم وہ سلم نہیں ہے کہ جسکی کتب فقہ میں اجازت ہے کیونکہ بیع سلم میں تحقیق فقہا راس المال ربّ السّلم کا ہوتا ہے جو مسلم الیہ کو دیا جاتا ہے اور مسلم الیہ حسب شرائط سلم مسلم فیہ کو مدتِ معینہ میں ربّ السّلم کے سپرد کرتا ہے۔ چونکہ اس راس المال میں کسی قدر روپیہ ثمن مسلم الیہ کا بھی ہے لہذا یہ عقد سلم سلمِ شرعی نہیں اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

واضح ہو کہ جواباتِ مذکورۂ بالا میں ما فی الضمیر کو ظاہر کر دیا ہے اور بوجہ تنگئ وقت طوالت کا موقع نہیں ملا۔ اور نیز مضمون طویل رسالہ کی صورت میں

واقع ہوتا ہے۔ اور اس محل پر مقصود فتوے ہے ✣ واللہ اعلم

المجیب

احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ

۱ جوابات صدر صحیح ہیں } خادم العلماء غلام محمد ہوشیارپوری عفا اللہ عنہ

۲ جوابات صحیح ہیں } عبد السلام انصاری پانی پتی عفی عنہ

۳ جوابات مندرجہ بالا صحیح ہیں } العبد احمد علی شاہ (مرزاپور)

۴ جوابات مندرجہ بالا صحیح ہیں } العبد مفتی سلیم اللہ (لاہور)

۵ جوابات مندرجہ بالا صحیح ہیں } بندہ سید حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

۶ الجواب صحیح فماذا بعد الحق الا الضلال } عبد محمد ذاکر بگوی عفی عنہ خطیب مسجد شاہی لاہور

۷ نعم السوال وحید الجواب فللہ در المجیب المصیب بانہ اصاب فیما اجاب۔ } راجی الیٰ رحمۃ اللہ الحی القیوم غلام اللہ قصوری عفی عنہ

۸ الجواب حق وصحیح والمجیب مصیب والحق الصحیح بالاتباع والقبول } عبد حقیر عبد الحکیم خلیفہ حضرت مولانا خواجہ مستان شاہ صاحب قدس سرہ کابلی رح ساکنہ موضع جلی فتح صاحب داخلی شہر لاوہ ضلع کامل پور

۹ واضح ہو کہ ربٰو حرام قطعی ہے اور ہندوستان دار الحرب نہیں اور ہرگز یہاں کسی قسم کی سود خواری حلال نہیں۔ مجیب دام مجدہ نے جو جوابات لکھے ہیں مجھے اُن سے اتفاق ہے البتہ حرف (ح) سوال سوم کے جواب میں مجھے پورا اتفاق نہیں میرے نزدیک وہ بھی ناجائز ہے اور انشاء اللہ تعالےٰ مدلل و مبرہن رسالہ بعد میں ارسال کرونگا } قال بفمہ وکتبہ بقلمہ محمد سلیمان القادری الچشتی کان اللہ لہ پھلواروی

۱۰ الجواب صحیح } العبد الضعیف محمد ن المدعو بحسن میاں پھلواروی غفر اللہ لہ

الجوابات صحیحۃ مگر جواب سوم کے ح سے مجھے اتفاق نہیں وہ صورت بھی سود میں داخل ہے

ابو البرکات محمد عبد الحکیم شمس العلماء کلانوری پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

کل جوابات صحیح ہیں۔ صرف جواب سوم کے حرف ح یعنی پراویڈنٹ فنڈ کے متعلق ملازم کو سود کا روپیہ لینا جائز نہیں خلاصہ یہ ہے:- ۱ کسی بینک میں امانت روپیہ رکھوانا اور سود کچھ نہ لینا جائز ہے ۲ ہنڈوی یعنی منی آڈر جسمیں سود نہیں لیا جاتا ہے ۳ سرکار ملازم کو جو انعام دیجائے وہ سوائے سود جائز ہے۔ اور سود ناجائز ۴ تمام صورتیں مرزا سلطان احمد صاحب کے سوالات بوجہ معاملات سودی ناجائز ہیں ۵ اسکے سوا اور تمام صورتیں بوجہ سود کے حرام ہیں - واللہ اعلم ...

نائب محمد تقی التعلیم خود الکھنوی

جوابات مذکورہ بالا صحیح ہیں صرف مسئلہ ہنڈوی میں تامل ہے۔ فقیر معین الدین اجمیری عفی عنہ مدرس نعمانیہ لاہور

جوابات مذکورۃ الصدر باستثنائے صورت ہنڈوی صحیح ہیں محمد اشرف مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

جوابات صور تہائے مذکورہ بالا باستثنائے صورت ہنڈیو نوٹ میرے نزدیک صحیح ہیں واللہ اعلم بالصواب

فیض الحسن عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور

ہندوستان میں مسلمانوں کو سودی معاملہ کرنا خواہ کافر سے ہو یا مسلمان سے حرام ہے۔ اور احقر نے اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ مسمیٰ تحذیر الاخوان لکھا ہے جو چھپ چکا ہے باقی تفصیل مسائل مستفسرہ کی بعد میں ہو سکتی ہے

کتبہ اشرف علی (تھانہ بھون ضلع مظفر نگر) ۱۱ شعبان ۱۳۲۵

حامداً و مصلیاً و مسلماً و بعد فالربوا حرام فی الہند و جمیع الدیار الہند للمسلم من المسلمین و من غیرہم عند الفقہاء العظام والہند لیس بدار الحرب لان فیہ الامان و افتی بالتفصیل فی رمضان انشاء اللہ تعالی و صلی اللہ

عبد العاصی بانواع المعاصی ابو محمد علی احمد محمود اللہ شاہ الحنفی القادری الچشتی النظامی المذاقی البدایوانی کان لہ اللہ یوم الاثنین ۲۱ من شعبان سنہ ۱۳۲۵ھ

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول

العلماء ورثۃ الانبیاء

سود کی مختلف صورتوں کے متعلق استفتا

اور

اس پر حنفی علمائے اسلام کے فتوے

حسب ایمائے

انجمن نعمانیہ ہند لاہور

مطبوعہ کریمی پریس لاہور بیرون شیرانوالہ گیٹ سرکلر روڈ
(باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر)